© rasailojaraid.com

ورنہ :- "ہوزراے جیسے دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں"

افسوس ہے گذشتہ ماہ اگست کی ۲۷ کو مولانا مسعود علی صاحب ندوی اسّی برس کی عمر میں کئی سال کی علالت وانحطاط قویٰ کے بعد رہگرائے عالم جاودانی ہوگئے۔ مرحوم ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل اور مولانا شبلی کے تلامذہ میں سے تھے دارالمصنفین اعظم گڑھ جو آج ایشیا کا عظیم الشان اسلامیات کا ادارہ ہے اُس کے علمی سربراہ اور روح رواں اگر مولانا سید سلیمان ندویؒ تھے تو تنظیمی و تعمیری حیثیت سے مرحوم اس کے میر کارواں تھے قدرت نے انھیں انتظامی صلاحیتیں اعلیٰ درجہ کی بخشی تھیں اور انھوں نے ان صلاحیتوں کو دارالمصنفین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ ادارہ کی مطبوعات کی اعلیٰ کتابت وطباعت۔ اُس کی شاندار اور خوشنما تعمیرات۔ اور کاروباری حیثیت سے اُس کا خود کفیل ہونا یہ سب مرحوم کی کوششوں اور حسن سلیقہ وانتظام کا نتیجہ ہے۔ یوں بھی بڑے خوش مزاج۔ مہمان نواز اور موقع شناس انسان تھے۔ ملک کے مشہور ہندو مسلم زعماء سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ ادھر چند برسوں سے مسلسل علالت کے باعث عضو معطل سے ہوگئے تھے۔ لیکن جب تک دارالمصنفین قائم ہے اُن کا نام زندہ اور روشن رہے گا۔ اللہ تعالیٰ انھیں مغفرت وبخشش کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

ندوۃ المصنفین دہلی اور برہان ایک ربع صدی سے زیادہ سے اسلامی علوم وفنون کی جو خدمات انجام دے رہے ہیں ارباب نظر سے وہ مخفی نہیں ہیں۔ آج اس ادارہ کی کتابیں اور اُس کا مجلہ نہ صرف انڈوپاک کے علمی اور اسلامی حلقوں میں عزت ووقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں بلکہ امریکہ۔ یورپ اور افریقہ کے ارباب علم ودانش کے ہاں بھی انھیں اعتبار خاص حاصل ہے۔ اور مستشرقین کی کتابوں میں ان کے حوالے درج ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ کس طرح ہوتا رہا ہے؟ اس پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ صورت حال یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ میں مکمل طور پر آتش زدہ وتباہ ہونے کے باوجود آج تک اس ادارہ کو نہ حکومت کی کوئی امداد حاصل ہے اور نہ کسی ریاست کی سرپرستی۔ نہ اس کے لئے کوئی وقف ہے نہ جائداد۔ اس کی آمدنی کا ذریعہ لے دے کے صرف اس کا کاروبار ہے "برہان" مدت سے مسلسل خسارہ میں چل رہا ہے۔ لیکن اس کو کاروبار کے سہارے سخت دشواریوں اور زحمتوں کے باوجود کسی نہ کسی طرح برداشت کیا جاتا

© rasailojaraid.com